دار الافتاء
جامعة العلوم الإسلامية
علامہ بنوری ٹاؤن کراچی
پاکستان

باسمہ تعالیٰ

محترم جناب مفتی صاحب جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

1۔ "صحابی" کی تعریف رسول اکرم ﷺ، خلفائے راشدین اوریا دوسرے صحابہ رضی اللہ عنھم اجمعین کے نزدیک کیا تھی ؟کیا اصطلاحی "صحابی" کی جو تعریف کتب متداول میں منقول ہے کہ "جسکی ایمان کی حالت میں آپ ﷺ سے ملاقات ہوئی ہو اور اسلام پر ہی اسکی وفات ہوئی ہو"، کیا یہی تعریف رسول اکرم ﷺ، خلفائے راشدین اوریا دوسرے صحابہ رضی اللہ عنھم اجمعین کے نزدیک بھی ثابت تھی ؟

2۔ اورمندرجہ ذیل نصوص (قرآنی آیات اور احادیث) میں کیا سب صحابہ شامل ہیں (جنھوں نے صرف آپ ﷺ کو دیکھا تھا یا مختصر ملاقات ہی ہوئی ہو) یا ان قرآنی آیات اور احادیث میں صرف آپ ﷺ کے مقربین اصحاب ہی شامل ہیں جنھوں نے آپکی صحبت میں کافی وقت گزارا ہو ؟

الف -
مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ ۚ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ ۖ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا ۖ سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِم مِّنْ أَثَرِ السُّجُودِ ۚ ذَٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ ۚ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنجِيلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهُ فَآزَرَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوَىٰ عَلَىٰ سُوقِهِ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ۗ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُم مَّغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا

ب - حدثنا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي، سَعِيدٍ قَالَ كَانَ بَيْنَ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ وَبَيْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ شَىْءٌ فَسَبَّهُ خَالِدٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
" لاَ تَسُبُّوا أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِي فَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَوْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا مَا أَدْرَكَ مُدَّ أَحَدِهِمْ وَلاَ نَصِيفَهُ " .

(صحيح مسلم ، حديث 2541)

ج- أَصْحَابِي كَالنُّجُومِ، بِأَيِّهِمْ اقْتَدَيْتُمْ اهْتَدَيْتُمْ
عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ فِي مُسْنَدِهِ مِنْ طَرِيقِ حَمْزَةَ النَّصِيبِيِّ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ النُّجُومُ أَمَنَةٌ لِلسَّمَاءِ فَإِذَا ذَهَبَتِ النُّجُومُ أَتَى السَّمَاءَ مَا تُوعَدُ وَأَنَا أَمَنَةٌ لأَصْحَابِي فَإِذَا ذَهَبْتُ أَتَى أَصْحَابِي مَا يُوعَدُونَ وَأَصْحَابِي أَمَنَةٌ لأُمَّتِي فَإِذَا ذَهَبَ أَصْحَابِي أَتَى أُمَّتِي مَا يُوعَدُونَ
(صحيح مسلم - حديث 2531)

د- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ، حَدَّثَنَا عَبِيدَةُ بْنُ أَبِي رَائِطَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُغَفَّلٍ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

" اللَّهَ اللَّهَ فِي أَصْحَابِي اللَّهَ اللَّهَ فِي أَصْحَابِي لاَ تَتَّخِذُوهُمْ غَرَضًا بَعْدِي فَمَنْ أَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّي أَحَبَّهُمْ وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِي أَبْغَضَهُمْ وَمَنْ آذَاهُمْ فَقَدْ آذَانِي وَمَنْ آذَانِي فَقَدْ آذَى اللَّهَ وَمَنْ آذَى اللَّهَ فَيُوشِكُ أَنْ يَأْخُذَهُ " قَالَ أَبُو عِيسَى هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لاَ نَعْرِفُهُ إِلاَّ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ .

3۔ کیا کسی صحابی (اصطلاح کے لحاظ سے جو متداول ہے) کے غلط عمل کا تذکرہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر جائز ہے تو کن شرائط کیساتھ؟

دار الافتاء
جامعة العلوم الاسلامية
علامہ بنوری ٹاؤن کراتشی
پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامداً ومصلیاً

۱) واضح رہے کہ صحابی کی متفقہ تعریف جو جمہور محدثین وفقہاء کے نزدیک معتبر ومستند ہے، وہ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (متوفی ۸۵۲ھ) نے ذکر فرمائی ہے:

وهو من لقي النبي ﷺ مؤمنا به، ومات على الإسلام، ولو تخللت ردة في الأصح.

(نزهة النظر في توضيح نخبة الفكر، تعريف الصحابي: ص: ١٤٠، ط: مطبعة سفير الرياض)

یعنی: "صحابی وہ ہے جس کی نبی کریم ﷺ سے ایمان کی حالت میں ملاقات ہوئی، اور اسلام پر اس کی وفات ہوئی ہو۔"

قریب قریب یہی تعریف امام احمد بن حنبلؒ، امام بخاریؒ اور امام نوویؒ سے بھی منقول ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ جس نے ایک دفعہ بھی نبی کریم ﷺ کی زیارت بحالت اسلام کی ہو اس پر صحابی کا اطلاق ہوگا۔

چنانچہ خطیب بغدادیؒ (متوفی ۴۶۳ھ) نقل کرتے ہیں:

سمعت أبا عبدالله أحمد بن حنبل ... قال: «.. كل من صحبه سنة أو شهرا أو يوما أو ساعة أو رآه فهو من أصحابه ، له من الصحبة على قدر ما صحبه ، وكانت سابقته معه ، وسمع منه ، ونظر إليه».

... قال محمد بن إسماعيل البخاري: «ومن صحب النبي ﷺ أو رآه من المسلمين فهو من أصحابه»

(الكفاية في علم الرواية، باب القول في معنى وصف الصحابي: ١/ ١٩٢، ط: مكتبة ابن عباس)

اور امام نوویؒ (متوفی ۶۷۶ھ) فرماتے ہیں:

اختلف في حد الصحابي، فالمعروف عند المحدثين أنه كل مسلم رأى رسول الله ﷺ،..

(التقريب والتيسير، النوع التاسع والثلاثون معرفة الصحابة ﷺ: ص: ٩٢، ط: دار الكتاب العربي)

"صحابی کی تعریف میں اختلاف رہا ہے، لیکن محدثین کے نزدیک مشہور ومعروف (اور متفق علیہ) تعریف یہ ہے کہ: صحابی ہر وہ مسلمان ہے جس نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہو۔"

اور خطیب بغدادیؒ نے مختلف علماء سے لغت کی رو سے بھی اسی تعریف کی تائید فرمائی ہے کہ: صحابی کا اطلاق اہل لغت کے اتفاق سے محض صحبت یافتہ پر ہوتا ہے، خواہ وہ ایک گھڑی کے لئے صحبت میں رہا ہو۔

خطیب بغدادیؒ (متوفی ۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

حدثني محمد بن عبيد الله المالكي ، أنه قرأ على القاضي أبي بكر محمد بن الطيب ، قال: «لا خلاف بين أهل اللغة في أن القول صحابي مشتق من الصحبة ، وأنه ليس بمشتق من قدر منها مخصوص ، بل هو جار على كل من صحب غيره ، قليلا كان أو كثيرا»، ... وكذلك يقال: صحبت فلانا حولا ودهرا وسنة وشهرا ويوما وساعة ، فيوقع اسم المصاحبة بقليل ما يقع منها وكثيره، وذلك يوجب في حكم اللغة إجراء هذا على من صحب النبي ﷺ ولو ساعة من نهار...

(الكفاية في علم الرواية، باب القول في معنى وصف الصحابي: ١/ ١٩٣-١٩٤، ط: مكتبة ابن عباس)

دار الافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیۃ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی پاکستان

تاہم حضرت سعید بن مسیبؒ (متوفی ۹۳ھ) فرماتے ہیں:

الصحابة لا نعدهم إلا من أقام مع رسول الله ﷺ سنة أو سنتين، وغزا معه غزوة أو غزوتين.

(الكفاية في علم الرواية، باب القول في معنى وصف الصحابي: ١/ ١٩٠-١٩١، ط: مكتبة ابن عباس)

"صحابی ہم اسی کو شمار کرتے ہیں جو سال، دو سال رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہے ہوں، یا آپ ﷺ کے ساتھ ایک، دو غزوات میں شریک ہوئے ہوں۔"

خطیب بغدادیؒ نے حضرت سعید بن مسیبؒ کا قول نقل کرنے کے بعد ابن عمر واقدی کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں:

رأيت أهل العلم يقولون: «كل من رأى رسول الله ﷺ وقد أدرك الحلم فأسلم وعقل أمر الدين ورضيه، فهو عندنا ممن صحب النبي ﷺ ولو ساعة من نهار، ولكن أصحابه على طبقاتهم وتقدمهم في الإسلام».

(الكفاية في علم الرواية، باب القول في معنى وصف الصحابي: ١/ ١٩١، ط: مكتبة ابن عباس)

"میں نے اہل علم سے سنا ہے کہ: جس نے بلوغت کے بعد رسول اللہ ﷺ کو دیکھا اور اسلام لے آیا اور اوامر دین کو سمجھا اور قبول کیا، وہ ہمارے نزدیک صحابی ہے، اگرچہ وہ ایک گھڑی کے لئے ہی حضور ﷺ کی صحبت میں رہا ہو، تاہم صحابہ رضی اللہ عنہم کے درجات اور مراتب مختلف اور متفاوت ہیں۔"

اور امام نوویؒ بھی حضرت سعید بن مسیبؒ سے نقل کی گئی تعریف کے متعلق فرماتے ہیں کہ:

فإن صح عنه فضعيف، فإن مقتضاه أن لا يعد جرير البجلي وشبهه صحابياً ولا خلاف أنهم صحابة،..

(التقريب والتيسير، النوع التاسع والثلاثون معرفة الصحابة ﷺ: ص: ٩٢، ط: دار الكتاب العربي)

"اگر اس کی نسبت ابن مسیبؒ تک درست بھی ہو، تب بھی یہ قول ضعیف ہے، کیونکہ اس قول کی رو سے جریر بن عبد اللہ بجلی رضی اللہ عنہ اور ان جیسے دیگر صحابہ (جو معمولی عرصے کے لئے نبی کریم ﷺ کی صحبت میں رہے) صحابہ میں شمار نہیں ہوتے، حالانکہ ایسے صحابہ کے صحابہ ہونے پر امت کا اتفاق ہے۔"

خلاصہ یہ کہ جمہور علماء کی رائے کے موافق ہر اس مسلمان کو صحابی کہا جائے گا جو ایک گھڑی کے لئے بھی نبی کریم ﷺ کی صحبت سے فیض یاب ہوا ہو، اور حضرت سعید بن مسیبؒ سے پہلے (رسول اکرم ﷺ، خلفائے راشدین اور دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے) کسی اور سے صحابی کی تعریف اور دیگر اصطلاحی مباحث کے متعلق کوئی بات منقول نہیں ہے، کیونکہ ان تعریفات اور اصطلاحی مباحث کی ضرورت اس وقت پڑی جب حدیث کی تدوین کا کام شروع ہو، اور مالک بن انسؒ فرماتے ہیں: "سب سے پہلے حدیث کی تدوین کا کام ابن شہاب زہریؒ نے کیا۔"

ابن شہاب زہریؒ کی وفات ۱۲۵ھ میں ہوئی۔

شرح علل الترمذی میں ہے:

عن مالك بن أنس، قال: أول من دون العلم ابن شهاب، يعني الزهري.

(شرح علل الترمذي، لابن رجب الحنبلي: كتاب الحديث والتصنيف فيه: ص: ٣٤٢، ط: مكتبة المنار)

دار الافتاء
جامعة العلوم الإسلامية
علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراتشی
پاکستان

تقریب التہذیب میں ہے:

محمد بن مسلم بن عبيد الله بن عبد الله ابن شهاب .. الزهري ... مات سنة خمس وعشرين.

(تقريب التهذيب لابن حجر، رقم: ٦٢٩٦، ص: ٥٣٦، ط: دار المنهاج)

بالفاظ دیگر یہ اصطلاحات اور تعریفات قرون اولی (یعنی نبی کریم ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانے) کے بعد کی وضع کردہ ہیں، قرون اولی میں نہ ان کا وجود تھا اور نہ ان کی ضرورت تھی۔

۲) قرآن وحدیث میں جہاں جہاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تذکرہ آیا ہے، اور اس جماعت کے فضائل بیان کئے گئے ہیں، وہاں تمام صحابہ بالعموم مراد ہیں، یعنی امت کے جمہور علماء کی رائے اور متفقہ فیصلے کی روشنی میں جو کوئی بھی صحابی کی تعریف میں داخل ہوتا ہے، وہ سب مراد ہیں، لہذا سوال میں مندرجہ نصوص میں تمام صحابہ بالعموم مراد ہیں، جیسا کہ خود نصوص کے الفاظ سے واضح ہے۔

تاہم جس طرح انبیاء علیہم السلام کے درجات اور مراتب میں فرق ہے، اور مسلمانوں میں اعمال اور صفات کے لحاظ سے فرق ہے، اسی طرح صحابہ میں درجات کے لحاظ سے فرق ہے، چنانچہ چار خلفاء راشدین کا رتبہ دیگر صحابہ سے بلند ہے، عشرہ مبشرہ (وہ دس صحابہ جن کو اللہ کے نبی ﷺ نے ایک ہی نشست میں جنت کی خوشخبری دی ہے) کا مرتبہ ان کے علاوہ سے بڑھا ہوا ہے، جن صحابہ نے حبشہ اور مدینہ منورہ دونوں ہجرتیں کی تھیں، ان کو قرآن کریم میں سابقین اولین کہا گیا ہے، اور شعبیؒ کی رائے مطابق: سابقین اولین وہ صحابہ ہیں جو بیعت رضوان میں شریک تھے۔ اسی طرح جو صحابہ جنگ بدر میں شریک تھے ان کے خصوصی فضائل احادیث میں وارد ہیں، کہ اہل بدر کے لئے جنت واجب ہو چکی ہے اور اللہ تعالی نے اہل بدر کی مغفرت فرمادی ہے۔

صلح حدیبیہ میں شریک ہونے والے صحابہ کو نبی کریم ﷺ نے جہنم سے خلاصی کی بشارت سنائی، جن کی تعداد چودہ سو تھی، ان سب کو مخاطب کر کے فرمایا تھا: "آج تم لوگ ساری زمین والوں میں سب سے بہتر ہو۔"

اور جن صحابہ رضی اللہ عنہم نے فتح مکہ سے پہلے اللہ کے راستے میں خرچ کیا اور آپ ﷺ کی طرف سے قتال کیا، ان کا درجہ ان صحابہ رضی اللہ عنہم سے بہت برتر و بالا ہے جو فتح مکہ کے بعد اسلام لائے، اور یہ ناممکن جس سے آپ ﷺ نے قتال کیا ہو اور جس نے آپ ﷺ سے مقابلہ کیا ہو، وہ دونوں برابر اور ہم پلہ ہو جائیں!!

خلاصہ یہ کہ صحابہ کے متعلق قرآن وحدیث کے تمام فضائل اگرچہ تمام صحابہ کو شامل ہیں، لیکن حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے مراتب کے فرق کی بنیاد پر، نصوص میں مذکورہ فضائل اور اوصاف میں بھی تفاوت ہے۔

ابن عبد البر اندلسیؒ (متوفی ۴۶۳ھ) نقل فرماتے ہیں:

دار الافتاء جامعة العلوم الإسلامية علامہ بنوری ٹاؤن کراچی ۵ پاکستان

قَالَ الله تعالى ذكره: ﴿ مُّحَمَّدٌ رَّسُولُ ٱللَّهِ ۚ وَٱلَّذِينَ مَعَهُۥٓ أَشِدَّآءُ عَلَى ٱلْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ ۖ تَرَىٰهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ ٱللَّهِ وَرِضْوَٰنًا ۖ سِيمَاهُمْ فِى وُجُوهِهِم مِّنْ أَثَرِ ٱلسُّجُودِ ۚ ﴾ (الفتح: ٢٩) الآية. فهذه صفة من بادر إلى تصديقه والإيمان به، وآزره ونصره [ولصق به] وصحبه، وليس كذلك جميع من رآه ولا جميع من آمن به، وسترى منازلهم من الدين والإيمان، وفضائل ذوي الفضل والتقدم منهم، فالله قد فضّل بعض النبيين على بعض، وكذلك سائر المسلمين، والحمد لله رب العالمين، وقال ﷻ: ﴿ وَٱلسَّٰبِقُونَ ٱلْأَوَّلُونَ مِنَ ٱلْمُهَٰجِرِينَ وَٱلْأَنصَارِ وَٱلَّذِينَ ٱتَّبَعُوهُم بِإِحْسَٰنٍ رَّضِىَ ٱللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا۟ عَنْهُ ﴾ (التوبة: ١٠٠) الآية.

[قَالَ أَبُو عُمَرَ:] ... أخبرنا ابْنُ سِيرِينَ فِي قوله عزّ وجلّ: ﴿ وَٱلسَّٰبِقُونَ ٱلْأَوَّلُونَ ﴾ (التوبة: ١٠٠) قَالَ: هُمُ الّذين صَلَّوُا الْقِبْلَتين، وقال أحمد بن زهير: قلت لسعيد بن المسيب: ما فرق بين المهاجرين الأولين والآخرين؟ قال: هم الذين صلوا القبلتين. و ... عن الشعبي قال: هم الذين بايعوا بيعة

الرضوان. ... عن جابر، قَالَ: جاء عبد لحاطب بن أبي بلتعة أحد بني أسد يشتكي سيده، فقال: يا رسول الله، ليدخلن حاطب النار. فقال له: «**كذبت، لا يدخلها أحد شهد بدرا أو الحديبية**».

قال أبو عمر رضي الله عنه: قال الله سبحانه ﴿ لَّقَدْ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنِ ٱلْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ ٱلشَّجَرَةِ ﴾ (الفتح: ١٨). ومن رضي الله عنه لم يسخط عليه أبدا إن شاء الله. وقال رسول الله ﷺ: «**لن يلج النار أحد شهد بدرا أو الحديبية**». ...عن أبي الزبير عن جابر بن عبد الله عن النبي ﷺ قال: «**لا يدخل النار أحد ممن بايع تحت الشجرة**». ...أخبرنا سفيان عن عمرو قال: سمعت جابر بن عبد الله يقول: كنا يوم الحديبية ألفا وأربعمائة. فقال لنا رسول الله ﷺ: «**أنتم اليوم خير أهل الأرض**». ... عن علي قال: بعثني رسول الله ﷺ وأبا مرثد والزبير بن العوام، وكلنا فارس، قال: «**انطلقوا حتى تأتوا روضة خاخ ..**». فذكر الحديث في قصة حاطب، حتى بلغ إلى قول رسول الله ﷺ: «**أليس من أهل بدر! إن الله قد اطلع على أهل بدر فقال: اعملوا ما شئتم، فقد وجبت لكم الجنة أو قد غفرت لكم**».

... قال رسول الله ﷺ: «إن أرأف أمتي بأمتي أبو بكر، وأقواها في أمر دين الله عمر، وأصدقها حياء عثمان، وأقضاها علي، وأقرؤها أبي، وأفرضها زيد، وأعلمهم بالحلال والحرام معاذ بن جبل، ولكل أمة أمين، وأمين هذه الأمة أبو عبيدة بن الجراح».

... قال أبو عمر رضي الله تعالى عنه: فضل رسول الله ﷺ جماعة من أصحابه بفضائل خص كل واحد منهم بفضيلة وسمه بها، وذكره فيها،

... وهذا من معنى قول الله تعالى: ﴿ لَا يَسْتَوِي مِنكُم مَّنْ أَنفَقَ مِن قَبْلِ ٱلْفَتْحِ وَقَٰتَلَ ۚ أُولَٰٓئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ ٱلَّذِينَ أَنفَقُوا مِنۢ بَعْدُ وَقَٰتَلُوا ۚ وَكُلًّا وَعَدَ ٱللَّهُ ٱلْحُسْنَىٰ ﴾ ٥٧: ١٠. ومحال أن يستويَ من قاتله رسولُ الله ﷺ مع من قاتل عنه. وقال رسول الله ﷺ لبعض من لم يشهد بدرا- وقد رآه يمشي بين يدي أبي بكر- «**تمشي بين يدي من هو خير منك؟**» وهذا لأنه قد كان أعلمنا ذلك في الجملة لمن شهد بدرا والحديبية. ولكل طبقة منهم منزلة معروفة وحال موصوفة.

(الاستيعاب في معرفة الأصحاب، مقدمة المؤلف: ١/ ٢- ١٨، ط: دار الجيل، بيروت)

دار الافتاء جامعہ العلوم الاسلامیة علامہ بنوری ٹاؤن کراچی پاکستان

اس کی ایک مثال یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے صحابہ کو تکلیف پہنچائی اس نے مجھے تکلیف پہنچائی''، اس کی روشنی میں کسی بھی صحابی کو تکلیف پہنچانا نبی کریم ﷺ کو تکلیف پہنچانے کے مترادف ہے، لیکن حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو تکلیف پہنچانا نبی کریم ﷺ کو اس قدر ناگوار گزرا کہ آپ ﷺ کا چہرے کا رنگ ہی تبدیل ہو گیا اور آپ نے شدید ناراضگی کا اظہار فرمایا۔

بخاری شریف میں ہے:

عن أبي الدرداء ﷺ قال: كنت جالسا عند النبي ﷺ، إذ أقبل أبو بكر آخذا بطرف ثوبه حتى أبدى عن ركبته، فقال النبي ﷺ: «أما صاحبكم فقد غامر» فسلم وقال: إني كان بيني وبين ابن الخطاب شيء، فأسرعت إليه ثم ندمت، فسألته أن يغفر لي فأبى علي، فأقبلت إليك، فقال: «**يغفر الله لك يا أبا بكر**» ثلاثا، ثم إن عمر ندم، فأتى منزل أبي بكر، فسأل: أَثَمَّ أبو بكر؟ فقالوا: لا، فأتى إلى النبي ﷺ فسلم، فجعل وجه النبي ﷺ يتمعر، حتى أشفق أبو بكر، فجثا على ركبتيه، فقال: يا رسول الله، والله

أنا كنت أظلم، مرتين، فقال النبي ﷺ: «إن الله بعثني إليكم فقلتم: كذبت، وقال أبو بكر: صدق، وواساني بنفسه وماله، فهل أنتم تاركوا لي صاحبي» مرتين، فما أوذي بعدها.

(كتاب المناقب، باب قول النبي ﷺ: «لو كنت متخذا خليلا»: رقم: ٣٦٦١، ٥/ ٥، ط: دار طوق النجاة)

۳) واضح رہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم، ایسی جماعت ہے جس کی صداقت، دیانت اور پاکیزگی کی گواہی خود حق تعالی شانہ نے دی ہے، اور ان کو اپنی رضا کا پروانہ کتاب اللہ میں عطا کیا ہے، اور اس جماعت کے ہر فرد سے بالعموم جنت کا وعدہ کیا ہے۔

اور بیسیوں احادیث میں نبی کریم ﷺ نے صحابہ کے مختلف افراد کو جنت کی بشارتیں سنائی ہیں، اور بالعموم سب کو قابل اقتداء قرار دیا ہے، نیز اس جماعت کے ہر فرد سے محبت کو ایمان کی علامت بتلایا ہے، اور ان سے بغض رکھنے اور برا بھلا کہنے کی سخت ممانعت فرمائی ہے، اور ان سے بغض رکھنے کو براہ راست آپ ﷺ کی ذات اقدس سے بغض رکھنے کے برابر قرار دیا ہے۔

اسی لئے امت مسلمہ کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ صحابہ سب کے سب امانت، دیانت اور سچائی کے پیکر تھے، یہ امت کا سب سے بہترین طبقہ ہے، جنہیں اللہ تعالی نے اپنے نبی ﷺ کی رفاقت کے لئے چنا تھا، اور خود قرآن میں ان کی تعریف فرمائی، ان کی نیک خصلتوں اور اچھی صفات کے تذکرے فرمائے ہیں اور ان کی کامیابی کا وعدہ فرمایا، نیز سرور کونین، صادق مصدوق، رسول اکرم ﷺ کی زبان سے بھی ان کی سچائی اور دیانت پر مہر نبوی ثبت ہوئی، اللہ تعالی اور رسول اللہ ﷺ کی ستائش اور تصدیق کے بعد اب اس طبقے کے معتبر اور معتمد ہونے کے لئے نہ کسی کی گواہی کی ضرورت ہے اور نہ ہی کسی کی تصدیق کی حاجت، لہذا یہ وہ طبقہ ہے جس سے اللہ راضی ہو چکا ہے، اور اگر ان میں سے کسی سے کوئی غلط عمل یا لغزش سرزد بھی ہوئی ہے، تو اللہ تعالی نے اسے معاف فرما کر ان سب سے جنت کا وعدہ کر لیا ہے، لہذا ان کی کسی بھی غلطی یا لغزش کا تذکرہ بطور تنقیص، تحقیر یا تنقید قطعاً جائز نہیں ہے۔

اسی لئے علماء جرح وتعدیل یعنی محدثین کی وہ جماعت جو حدیث نقل کرنے والوں کو پرکھتے ہیں، اور انتہائی باریک بینی سے ان کی جانچ پڑتال کرتے ہیں، صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے متعلق تمام علماء جرح وتعدیل، محدثین، علماء اور فقہاء کا متفقہ فیصلہ ہے کہ:

«الصحابة كلهم عدول» ترجمہ: صحابہ سب کے سب عادل اور معتبر ہیں۔

(الاستذكار لابن عبد البر القرطبي: ٣/ ٣٠١، ط: دار الكتب العلمية، شرح النووي على صحيح مسلم: ١/ ٢٢٢، دار إحياء التراث العربي، فتح الباري لابن حجر: ٢/ ١٨١، ط: دار المعرفة، عمدة القاري للعيني: ١/ ١٥٨، ط: دار إحياء التراث العربي)

دار الإفتاء جامعة العلوم الإسلامية علامہ بنوری ٹاؤن کراچی ۵ پاکستان

علامہ ابن الصلاحؒ (متوفی ۶۴۳ھ) فرماتے ہیں:

للصحابة بأسرهم خَصيصةٌ وهي: أنه لا يُسأل عن عدالة أحد منهم بل ذلك أمر مفروغ منه لكونهم على الإطلاق معدلين بنصوص الكتاب والسنة وإجماع من يعتد به في الإجماع من الأمة.

قال الله تبارك وتعالى: وجل﴿ كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ ﴾ الآية. قيل: اتفق المفسرون على أنه وارد في أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم وقال تعالى: ﴿ وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَٰكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِّتَكُونُوا

شُهَدَآءَ عَلَى ٱلنَّاسِ ﴾وهذا خطاب مع الموجودين حينئذ. وقال سبحانه وتعالى: ﴿ مُّحَمَّدٌ رَّسُولُ ٱللَّهِ وَٱلَّذِينَ مَعَهُۥٓ أَشِدَّآءُ عَلَى ٱلْكُفَّارِ ﴾ الآية.

وفي نصوص السنة الشاهدة بذلك كثرة منها: حديث أبي سعيد المتفق على صحته: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: «**لا تسبوا أصحابي، فلو أن أحدكم أنفق مثل أحد ذهبا ما بلغ مد أحدهم ولا نصيفه**».

... ثم إن الأمة مجمعة على تعديل جميع الصحابة ومن لابس الفتن منهم: فكذلك بإجماع العلماء الذين يعتد بهم في الإجماع إحسانا للظن بهم ونظرا إلى ما تمهد لهم من المآثر وكان الله سبحانه وتعالى أتاح الإجماع على ذلك لكونهم نقلة الشريعة والله أعلم.

(علوم الحديث لابن الصلاح، النوع التاسع والثلاثون: معرفة الصحابة ﷺ، ص: ٢٩٤-٢٩٥، ط: دار الفكر)

خطیب بغدادیؒ (متوفی ۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

كل حديث اتصل إسناده بين من رواه وبين النبي ﷺ، لم يلزم العمل به إلا بعد ثبوت عدالة رجاله، ويجب النظر في أحوالهم، سوى الصحابي الذي رفعه إلى رسول الله ﷺ، لأن عدالة الصحابة ثابتة معلومة بتعديل الله لهم وإخباره عن طهارتهم، واختياره لهم في نص القرآن، فمن ذلك قوله تعالى: ﴿ كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ ﴾ [آل عمران: ١١٠]، وقوله: ﴿ وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَٰكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِّتَكُونُوا۟ شُهَدَآءَ عَلَى ٱلنَّاسِ لِّتَكُونُوا۟ شُهَدَآءَ عَلَى ٱلنَّاسِ ﴾[البقرة: ١٤٣]، وهذا اللفظ وإن كان عاما فالمراد به الخاص، وقيل: وهو وارد في الصحابة دون غيرهم، وقوله: ﴿ لَّقَدْ رَضِىَ ٱللَّهُ عَنِ ٱلْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ ٱلشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِى قُلُوبِهِمْ فَأَنزَلَ ٱلسَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَٰبَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا ﴿١٨﴾ ﴾ [الفتح: ١٨]، وقوله تعالى: ﴿ وَٱلسَّٰبِقُونَ ٱلْأَوَّلُونَ مِنَ ٱلْمُهَٰجِرِينَ وَٱلْأَنصَارِ وَٱلَّذِينَ ٱتَّبَعُوهُم بِإِحْسَٰنٍ رَّضِىَ ٱللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا۟ عَنْهُ ﴾ [التوبة: ١٠٠]، ... في آيات يكثر إيرادها ويطول تعدادها، ووصف رسول الله ﷺ الصحابة مثل ذلك، وأطنب في تعظيمهم، وأحسن الثناء عليهم.

(الكفاية في علم الرواية، باب ما جاء في تعديل الله ورسوله للصحابة: ١/ ١٨٠-١٨١، ط: مكتبة ابن عباس)

دار الافتاء جامعة العلوم الاسلامية علامہ بنوری ٹاؤن کراچی پاکستان

ابن عبدالبر اندلسیؒ (متوفی ۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

... هم صحابته الحواريون الذين وعوها وأدوها ناصحين محسنين، حتى كمل بها نقلوه الدين، وثبتت بهم حجة الله تعالى على المسلمين، فهم خير القرون، وخير أمة أخرجت للناس، ثبتت عدالة جميعهم بثناء الله عز وجل عليهم وثناء رسوله ﷺ، ولا أعدل ممن ارتضاه الله لصحبة نبيه ونصرته، ولا تزكية أفضل من ذلك، ولا تعديل أكمل منه.

... عن زر بن حبيش، عن عبد الله بن مسعود، قال: «إن الله نظر في قلوب العباد فوجد قلب محمد ﷺ خير قلوب العباد فاصطفاه وبعثه برسالته، ثم نظر في قلوب العباد بعد قلب محمد ﷺ فوجد قلوب أصحابه خير قلوب العباد، فجعلهم وزراء نبيه يقاتلون عن دينه». ...

(الاستيعاب في معرفة الأصحاب، مقدمة المؤلف: ١/ ١- ١٣، ط: دار الجيل، بيروت)

حضرت مولانا یوسف لدھیانوی شہیدؒ فرماتے ہیں:

اہلِ حق کے نزدیک صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے کسی کی تحقیر و تنقیص جائز نہیں، بلکہ تمام صحابہؓ کو عظمت و محبت سے یاد کرنا لازم ہے، کیونکہ یہی اکابر، آنحضرت ﷺ اور امت کے درمیان واسطہ ہیں، امام اعظمؒ اپنے رسالہ ''فقہ اکبر'' میں فرماتے ہیں:

ولا نذكر الصحابة (وفي نسخة: ولا نذكر أحدا من أصحاب رسول الله) إلا بخير

(شرح فقہ اکبر: ملا علی قاریؒ ص: ۸۵، طبع مجتبائی ۱۳۴۸ھ)

ترجمہ:... ''اور ہم صحابہ کرامؓ کو (اور ایک نسخہ میں ہے کہ ہم، رسول اللہ ﷺ کے اصحابؓ میں سے کسی کو) خیر کے سوا یاد نہیں کرتے۔''

امام طحاویؒ اپنے عقیدہ میں فرماتے ہیں:

ونحب أصحاب رسول الله ﷺ، ولا نفرط في حب أحد منهم؛ ولا نتبرأ من أحد منهم، ونبغض من يبغضهم، وبغير الخير يذكرهم، ولا نذكرهم إلا بخير، وحبهم دين وإيمان وإحسان، وبغضهم كفر ونفاق وطغيان.

(عقیدۃ الطحاوی ص: ٦٦، طبع ادارہ نشر واشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم گجرانوالہ)

ترجمہ:... ''اور ہم رسول اللہ ﷺ کے صحابہؓ سے محبت رکھتے ہیں۔ ان میں سے کسی کی محبت میں افراط و تفریط نہیں کرتے۔ اور نہ کسی سے براءت کا اظہار کرتے ہیں، اور ہم ایسے شخص سے بغض رکھتے ہیں جو ان میں سے کسی سے بغض رکھے یا ان کو ناروا الفاظ سے یاد کرے۔ ان سے محبت رکھنا دین و ایمان اور احسان ہے، اور ان سے بغض رکھنا کفر و نفاق اور طغیان ہے۔''

امام ابو زرعہ عبید اللہ بن عبد الکریم الرازیؒ (المتوفی ۲۶۴ھ) کا یہ ارشاد بہت سے اکابر نے نقل کیا ہے کہ:

«إذا رأيت الرجل ينتقص أحدا من أصحاب رسول الله ﷺ فاعلم أنه زنديق، وذلك أن الرسول ﷺ عندنا حق، والقرآن حق، وإنما أدى إلينا هذا القرآن والسنن أصحاب رسول الله ﷺ، وإنما يريدون أن يجرحوا شهودنا ليبطلوا الكتاب والسنة، والجرح بهم أولى وهم زنادقة».

(مقدمہ العواصم من القواصم ص: ۳۴)

ترجمہ:... ''جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے کسی کی تنقیص کرتا ہے تو سمجھ لو کہ وہ زندیق ہے۔ اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے نزدیک حق ہیں، اور قرآن کریم حق ہے، اور قرآن کریم اور آنحضرت ﷺ کے فرمودات ہمیں صحابہ کرامؓ ہی نے پہنچائے ہیں، یہ لوگ صحابہ کرامؓ پر جرح کر کے ہمارے دین کے گواہوں کو مجروح کرنا چاہتے ہیں، تاکہ کتاب و سنت کو باطل کردیں، حالانکہ یہ لوگ خود جرح کے مستحق ہیں، کیونکہ وہ خود زندیق ہیں۔''

دار الافتاء
جامعہ علوم اسلامیہ
علامہ بنوری ٹاؤن کراچی
پاکستان

۔۔۔ جس طرح کسی ایک نبی کی تکذیب پوری جماعت انبیاء کرام علیہم السلام کی تکذیب ہے، کیونکہ دراصل یہ وحیِ الٰہی کی تکذیب ہے۔ ٹھیک اسی طرح کسی ایک خلیفہ راشد کی تنقیص خلفائے راشدین کی پوری جماعت کی تنقیص ہے، کیونکہ یہ دراصل خلافتِ نبوت کی تنقیص ہے۔ اسی طرح جماعتِ صحابہؓ میں سے کسی ایک کی تنقیص و تحقیر پوری جماعتِ صحابہؓ کی تنقیص ہے، کیونکہ یہ دراصل صحبتِ نبوت کی تنقیص ہے، اسی بناء پر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «الله الله في أصحابي، لا تتخذوهم غرضا بعدي، فمن أحبهم فبحبي أحبهم، ومن أبغضهم فببغضي أبغضهم» (ترمذی ج:۲ص:۲۲۶)

ترجمہ:... "میرے صحابہؓ کے بارے میں اللہ سے ڈرو! اللہ سے ڈرو! ان کو میرے بعد ہدفِ ملامت نہ بنالینا، پس جس نے ان سے محبت کی تو میری محبت کی وجہ سے ان سے محبت کی۔ اور جس نے ان سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض کی وجہ سے ان سے بغض رکھا۔"

خلاصہ یہ کہ ایک مسلمان کے لئے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے محبت رکھنا اور انہیں خیر کے ساتھ یاد کرنا لازم ہے، خصوصاً حضراتِ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم، جنہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نیابتِ نبوت کا منصب حاصل ہوا۔ اسی طرح وہ صحابہ کرامؓ جن کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ عالی میں محب و محبوب ہونا ثابت ہے، ان سے محبت رکھنا حُبِّ نبوی کی علامت ہے۔ اس لئے امام طحاویؒ اس کو دین و ایمان اور احسان سے تعبیر فرماتے ہیں، اور ان کی تنقیص و تحقیر کو کفر و نفاق اور طغیان قرار دیتے ہیں۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل، صحابہؓ و صحابیاتؓ، ازواج مطہراتؓ اور صاحبزادیاںؓ: ۳۴۱/۱-۳۴۴، مکتبہ لدھیانوی)

نیز ایک دوسرے سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین روایت میں بھی عادل ہیں اور اپنے اعمال میں بھی۔ اُن سے اگر کوئی لغزش ہوئی تو یا تو اجتہادی خطا ہے، جس پر وہ مأجور ہیں، یا اگر کبھی گناہ ہوا، تو انہوں نے اس سے فوراً توبہ کرلی، اور ایسا گناہ جس کے بعد فوراً توبہ کرلی جائے عدالت کے منافی نہیں۔ بہر حال ان کی تقلید کا، اور ان پر تنقید نہ کرنے کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا ہے۔ جو لوگ صحابہ کرام پر تنقید کرتے ہیں، وہ اہل سنت سے نہیں ہیں۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل، "تمام صحابہ عادل ہیں" کا مطلب: ۳۹۵/۱، مکتبہ لدھیانوی)

فقط واللہ اعلم

کتبہ:

محمد حذیفہ رفیق

المتخصص في الفقه الإسلامي

جامعۃ العلوم الاسلامیہ،

علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن، کراچی

۲۸ جمادی الثانی ۱۴۴۰ھ،

۶ مارچ ۲۰۱۹ء

دار الافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیۃ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی پاکستان

الجواب صحیح

محمد انعام الحق

۲/۷/۱۴۴۰ھ

الجواب صحیح

محمد داؤد

۳/۷/۱۴۴۰ھ

الجواب صحیح

سعید الرحمن

جامعۃ العلوم الاسلامیۃ مفتی دار الافتاء علامہ بنوری ٹاؤن کراچی پاکستان